

مرّوجہ اسلامی سکوک کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ

Research and Critically Evaluation of Current Islamic Sukuk

Dr. Abdul Hannan

Assistant Professor, Ibadat International University, Islamabad.

Email: abdul.hannan@dms.iiui.edu.pk

Dr. Afshan naz

Associate Professor, College Education Department, Govt of Sindh.

ORCID: <https://orcid.org/0000-0002-7304-7374>

Dr. Sajjad Ahmed

Assistant Professor, College Education Department, Govt of Sindh.

Email: sajjadams@gmail.com

Received on: 09-10-2023

Accepted on: 13-11-2023

Abstract

Islamic sukuk has an important role in the Islamic economy and these sukuk have been issued in different countries of the world, including European and African countries in addition to Islamic countries. And these sukuk are different types, one of them is Investment Sukuk. These Sukuk are more important in Economy. Investment sukuk refers to documents, which have equal value, and represent undivided shares in the ownership of usufructs and services or assets of a specific project and the purpose of issuing Sukuk is to get people to invest. Many investment sukuk have been issued in the market today, in this article we will research and critically evaluate whether the investment sukuk that are being issued today have fully complied with the rules of Shariah. And the objectives of the Islamic economy, do they fulfill these objectives? Because the institutions that issue sukuk, their effort is that these sukuk compete with the interest documents((Bonds) prevailing in the market, and have the same characteristics, which the interest documents carry, so that their promotion in the market is easy, although interest documents have different characteristics, and investment sukuk have different characteristics. Dealing with Islamic Sukuk as a common interest document in the market does not affect the economy which is the characteristic of Islamic economy that there is a process of distribution of wealth and no concentration of wealth.

Keywords: Islamic Sukuk, Islamic Economy, Investment, Interest documents, Characteristics

اسلامی معیشت میں اسلامی صکوک کا ایک اہم کردار ہے اور یہ صکوک دنیا کے مختلف ممالک میں جاری کیے گئے ہیں جن میں اسلامی ممالک کے علاوہ یورپین اور افریقی ممالک بھی شامل ہیں۔ اور یہ صکوک مختلف اقسام کے ہوتے ہیں، ان میں سے ایک اہم قسم صکوک الاستثمار (Investment Sukuk) ہے۔ صکوک الاستثمار سے مراد وہ دستاویز ہیں، جن کی قیمت برابر ہوتی ہے، اور وہ استعمال اور فوائد یا خدمات یا کسی متعین پروجیکٹ کے اثاثہ جات کی ملکیت میں مشاع حصوں (Undivided Shares) کی نمائندگی کرتے ہیں اور ان کے جاری کرنے کا مقصد لوگوں سے سرمایہ کاری کرانا ہوتا ہے۔ آج کل مارکیٹ میں بہت سے صکوک الاستثمار (Investment Sukuk) جاری ہو چکے ہیں، اس مقالے میں ہم اس کا تحقیقی و تنقیدی جائزہ لیں گے کہ آج کل جو صکوک الاستثمار (Investment Sukuk) جاری ہو رہے ہیں، کیا ان میں احکام شرعیہ کی پوری رعایت رکھی جاتی ہے؟ اور اسلامی معیشت کے جو مقاصد ہیں، کیا ان سے ان مقاصد کی تکمیل ہوتی ہے؟ کیونکہ جو ادارے صکوک جاری کرتے ہیں، ان کو کوشش یہ ہوتی ہے کہ یہ صکوک بازار میں رائج سودی دستاویز (interest documents) کا مقابلہ کریں، اور انہی خصوصیات کے حامل ہوں، جن خصوصیات کی سودی دستاویز حامل ہوتی ہیں، تاکہ مارکیٹ میں ان کی ترویج آسان ہو، حالانکہ سودی دستاویز الگ خصوصیات کی حامل ہیں، اور صکوک الاستثمار (Investment Sukuk) الگ خصوصیات کے حامل ہیں۔ اسلامی صکوک کے ساتھ بازار میں رائج سودی دستاویز جیسا معاملہ کرنے کی وجہ سے اسلامی صکوک کے معیشت پر وہ اثرات مرتب نہیں ہوتے جو اسلامی معیشت کی خصوصیت ہے کہ دولت کی تقسیم کا عمل ہو، ارتکاز دولت نہ ہو۔

صکوک کی تعریف:

صکوک صک کی جمع ہے اور صک مسلمانوں کے قرون وسطیٰ میں تجارتی اور دوسری کمرشل سرگرمیوں سے پیدا ہونے والی ذمہ داریوں کی نمائندگی کے لیے ایک دستاویز کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔

البتہ اب صکوک کا موجودہ ڈھانچہ اصل میں استعمال ہونے والے صکوک سے مختلف ہے اور سیکیورٹیز ٹریڈیشن کے رائج تصور کے مترادف ہے، اور صکوک سے مراد وہ دستاویز ہیں جو اثاثوں، استعمال اور خدمات کی ملکیت میں غیر منقسم حصوں کی نمائندگی کرتی ہیں جن کی قیمت برابر ہوتی ہے اور یہ ایک ایسا عمل ہے جس میں بنیادی اثاثوں کی ملکیت بڑی تعداد میں سرمایہ کاروں کو سرٹیفیکیٹس کے ذریعے منتقل کی جاتی ہے جو متعلقہ اثاثوں کی متناسب مقدار کی نمائندگی کرتے ہیں۔¹

صکوک الاستثمار (Investment Sukuk):

صکوک الاستثمار سے مراد وہ دستاویز ہیں، جن کی قیمت برابر ہوتی ہے، اور وہ اشیاء یا منافع یا خدمات یا کسی متعین پروجیکٹ کے اثاثہ جات کی ملکیت میں مشاع حصوں (Undivided Shares) کی نمائندگی کرتے ہیں۔²

اسلامی صکوک (Islamic Securities) اور سودی دستاویز (Bonds) میں فرق

اسلامی صکوک اور بانڈز میں پہلا فرق یہ ہے کہ صکوک کسی خاص اثاثے کی ملکیت کی نمائندگی کرتے ہیں۔ جبکہ، بانڈز صرف قرض کی ذمہ

داری کی نمائندگی کرتے ہیں، یعنی بانڈز کے جاری کرنے والے اور خریدار کے درمیان تعلق قرض دینے والے اور قرض لینے والے کا ہے۔ اسلامی صکوک اور بانڈز میں دوسرا فرق یہ ہے کہ اسلامی صکوک سیکنڈری مارکیٹ میں فروخت کرنے کا مطلب یہ ہے کہ جس پروجیکٹ کے صکوک جاری کیے گئے ہیں اس کے اثاثہ جات کا مشاع حصہ (Undivided Share) فروخت کیا جا رہا ہوتا ہے جبکہ بانڈز میں کسی اثاثے کا کوئی مشاع حصہ (Undivided Share) فروخت نہیں ہوتا بلکہ قرض وصول کرنے کا حق دوسرے کی طرف منتقل کر دیا جاتا ہے۔

اسلامی صکوک اور بانڈز میں تیسرا فرق یہ ہے کہ اسلامی صکوک جاری کرنے والا صکوک کے خریدار کو اس اثاثے کی ملکیت میں شریک کرتا ہے جس کے صکوک جاری کیے جاتے ہیں جبکہ بانڈز میں کسی اثاثے کی ملکیت میں شریک نہیں کیا جاتا۔

اسلامی صکوک اور بانڈز میں چوتھا فرق یہ ہے کہ صکوک ہولڈر نفع اور نقصان دونوں میں شریک ہوتا ہے یعنی اگر اس پروجیکٹ کی قیمت بڑھ گئی جس کے صکوک جاری کیے گئے ہیں جو صکوک ہولڈر کو نفع ہو گا اور اگر اس پروجیکٹ کی قیمت کم ہو گئی جس کے صکوک جاری کیے گئے ہیں جو صکوک ہولڈر کو نقصان ہو گا جبکہ بانڈز میں نقصان کا کوئی پہلو نہیں ہوتا کیونکہ بانڈز سود کی بنیاد پر قرض کا معاملہ ہوتا ہے اس لئے بانڈز کی فیس و پلین تو ہر صورت میں ملتی ہے اور اس کے ساتھ اس پر اضافی سود بھی ملتا ہے۔

اسلامی صکوک اور بانڈز پانچواں فرق یہ ہے کہ بانڈز میں رسک قرض لینے والے پر ہوتا ہے، بانڈز ہولڈر کوئی رسک قبول نہیں کرتا جبکہ اسلامی صکوک میں صکوک ہولڈر رسک قبول کرتا ہے۔

سودی دستاویز (Bonds) جن خصوصیات کی حامل ہیں، ان کا خلاصہ یہ ہے:

(1) سودی دستاویز تجارتی یا صنعتی پروجیکٹ میں، دستاویز ہولڈر کی ملکیت کی نمائندگی نہیں کرتی، بلکہ یہ دستاویز اس سودی قرض کا وثیقہ ہوتی ہے، جو دستاویز ہولڈر نے پروجیکٹ کے مالک اور دستاویز جاری کرنے والے کو ادا کیا ہے۔

(2) سودی دستاویز کے حاملین کو جو سالانہ نفع (سود) دیا جاتا ہے، وہ اس المال (Capital) کے تناسب سے دیا جاتا ہے، حقیقی نفع کے تناسب سے نہیں دیا جاتا، اور کبھی یہ نفع (سود) متعین ہوتا ہے، اور اگر دستاویز لمبے عرصے کے لئے جاری کی گئی ہیں، تو نفع (سود) کی شرح بدلتی رہتی ہے۔

(3) سودی دستاویز کی مدت جب ختم ہوتی ہے، تو مدت ختم ہونے کے بعد تمام اس المال (Capital) واپس کرنے کی ضمانت دی جاتی ہے، چاہے اس پروجیکٹ میں نفع ہوا ہو، یا نقصان ہوا ہو۔

مثال کے طور پر اگر تین سال کے لئے ایک سودی دستاویز ایک ملین روپے کی جاری کی گئی تھی، تو اس کی ضمانت دی جاتی ہے کہ جب تین سال پورے ہوں گے، تو ایک ملین روپے واپس کئے جائیں گے، اور اس کے ساتھ جو طے شدہ سود ہے، وہ بھی ادا کیا جائے گا، تین سال کے دوران دستاویز جاری کرنے والے کو چاہے نقصان ہوا ہو، یا سود کی جو شرح طے تھی، اس سے زیادہ نفع ہوا ہو، اگر سود کی یہ طے شدہ شرح سے زیادہ

نفع ہوا، تو دستاویز کے حاملین طے شدہ سود کی شرح سے زیادہ کا مطالبہ نہیں کر سکتے۔

یہی بنیادی خصوصیات ہیں، جن کی وجہ سے سودی دستاویز کا اسلامی صکوک سے فرق ظاہر ہوتا ہے۔

سودی دستاویز کی مندرجہ بالا خصوصیات ظاہر ہے کہ بلا واسطہ اسلامی صکوک میں نہیں پائی جاسکتیں، لیکن موجودہ دور میں جو اسلامی صکوک جاری کئے جا رہے ہیں، ان میں بالواسطہ یہ خصوصیات پائی جا رہی ہیں، جس کی وجہ سے اسلامی صکوک جاری کرنے کے شرعاً جو مقاصد ہیں، ان میں خلل واقع ہو رہا ہے، اور اسلامی معیشت میں اسلامی صکوک کے جو مطلوب مقاصد ہیں، وہ حاصل نہیں ہو پارہے، اور اسلامی صکوک اور سودی دستاویز میں جو بنیادی فرق ہے، اس میں کمی آتی جا رہی ہے۔

درج ذیل سطور میں اسلامی صکوک کا مندرجہ بالا خصوصیات کی بنیاد پر جائزہ پیش کیا جاتا ہے:

(1) دستاویز ہولڈرز کی پروجیکٹ میں ملکیت

دستاویز کے حاملین کی پروجیکٹ میں ملکیت وہ بنیادی اور بڑا نکتہ ہے، جس میں اسلامی صکوک سودی دستاویز سے مختلف ہوتے ہیں، اسلامی صکوک عام حالات میں اعیان مؤجرہ (جو چیزیں کرائے پر دی جاتی ہیں) یا تجارتی اور صنعتی پروجیکٹ وغیرہ میں حصہ مشاع (Undivided Share) کی نمائندگی کرتے ہیں، یہی وہ بنیادی نکتہ ہے، جو اسلامی صکوک کو سودی دستاویز سے ممتاز کرتا ہے، لیکن موجودہ دور میں بعض صکوک ایسے جاری کئے گئے ہیں، جن کا ملکیت کے حصہ مشاع کی نمائندگی کرنا مشکل ہے۔

مثال کے طور پر بعض صورتوں میں اسلامی صکوک ملکیت حقیقی کے بغیر کمپنیوں کے شیئرز کی نمائندگی کرتے ہیں، اور صکوک ہولڈرز شیئرز کے صرف منافع کے مستحق ہوتے ہیں، ظاہر ہے کہ ان صورتوں میں شیئرز کے منافع کو خریدنا ہے، جو شرعاً جائز نہیں ہے، اسی طرح بعض صورتوں میں ایسا ہوتا ہے کہ مرابحہ کے ذریعے بینک کوئی چیز فروخت کر کے گاہک کے سپرد کر چکا ہوتا ہے، اور اس کا دین (Due) گاہک کے ذمہ ہوتا ہے، بینک اس دین (Due) کے صکوک جاری کر دیتا ہے، جو دین (Due) کی بیع ہے، اور دین کی بیع غیر مدیون کے ساتھ جائز نہیں ہے، اور کبھی ایسا ہوتا ہے کہ کوئی معاملہ اجارہ، استصناع اور مرابحہ کا مجموعہ ہوتا ہے، اور اس کے صکوک جاری کر دئے جاتے ہیں، یہ بھی دین (Due) کی بیع کے شبہ سے خالی نہیں، کیونکہ اس مجموعہ میں مرابحہ بھی شامل ہوتا ہے، اور مرابحہ کے صکوک جبکہ وہ دین (Due) کی نمائندگی کریں، جاری کرنا جائز نہیں۔

(2) صکوک ہولڈرز پر نفع کی سالانہ تقسیم

دوسرا نکتہ جس سے اسلامی صکوک سودی دستاویز سے ممتاز ہوتے ہیں، وہ یہ ہے کہ اسلامی صکوک میں صکوک ہولڈرز میں سہ ماہی یا سالانہ نفع جو تقسیم کیا جاتا ہے، وہ پروجیکٹ کے حقیقی نفع کی بنیاد پر ہوتا ہے، اور سودی دستاویز میں مرؤجہ شرح سود (LIBOR) کو بنایا گیا ہے، اور صکوک کا جو عقد ہوتا ہے، اس میں ایک کلاز یہ ہوتی ہے کہ اگر حقیقی نفع مرؤجہ شرح سود سے زائد ہوا، تو زائد حصہ معاملات کے مدیر یعنی مضارب یا شریک یا وکیل الاستثمار (Investment Agent) کو اس کی حسن کارکردگی کے انعام کے طور پر دیا جائے

گا، بلکہ بعض صکوک میں تو اس کی تصریح نہیں ہوتی کہ زائد نفع کا مدیر (Manager) بطور انعام مستحق ہوگا، بلکہ یہ لکھا جاتا ہے کہ صکوک ہولڈرز مرّوجہ شرح سود کی بنیاد پر متعین نسبت کے حساب سے نفع کے مستحق ہوں گے۔

مثال کے طور پر اگر مرّوجہ شرح سود پندرہ فیصد ہے، تو صکوک ہولڈرز نفع کے پندرہ فیصد کے حقدار ہوں گے، اور اگر مرّوجہ شرح سود بارہ فیصد ہے، تو وہ نفع کے بارہ فیصد کے حقدار ہوں گے، اور اگر حقیقی نفع مرّوجہ شرح سود سے کم ہو، تو اس صورت میں یہ طریقہ رائج ہے کہ مدیر صکوک ہولڈرز کو نفع کی شرح مرّوجہ شرح سود کے برابر کرنے کے لئے بطور قرض حسنہ حقیقی نفع سے زائد نفع دے گا، اور آئندہ پیریڈ میں اگر حقیقی نفع مرّوجہ شرح سود سے زیادہ ہوا، تو زائد نفع سے وہ اپنا قرض وصول کر لے گا، یا جب صکوک کو تحلیل کیا جائے گا، تو اس وقت اس کی قیمت قرض کی مقدار کے برابر مارکیٹ ریٹ سے کم کر دی جائے گی، اور اس کی مزید تفصیل تیسرے نکتے میں ان شاء اللہ آئے گی۔

(3) اس المال (Capital) کو واپس دینے کی ضمانت

تیسرا نکتہ جو اسلامی صکوک کو سودی دستاویز سے جدا کرتا ہے، وہ یہ ہے کہ اسلامی صکوک میں صکوک ہولڈرز جو سرمایہ لگاتے ہیں، اس کی ضمانت نہیں ہوتی کہ جب صکوک کی مدت پوری ہو جائے گی، اور صکوک تحلیل ہو جائیں گے، تو صکوک جاری کرنے والا یا صکوک کا مدیر ان صکوک کو فیس و بلیو پر خرید لے گا، جبکہ سودی دستاویز میں اس کی ضمانت ہوتی ہے کہ مدت پوری ہونے پر دستاویز کی فیس و بلیو ضرور ملے گی، اس اعتبار سے اسلامی صکوک میں رسک ہوتا ہے، اور اس رسک کی وجہ سے جو نفع ملتا ہے، وہ حلال ہے، اور سود نہیں ہے، جب کہ سودی دستاویز میں اس قسم کا کوئی رسک نہیں ہوتا، کیونکہ یہ احتمال ہے کہ پرجیکٹ میں نقصان ہو جائے، اور صکوک کی مدت پوری ہونے کے وقت ان کی مارکیٹ و بلیو، فیس و بلیو سے کم ہو جائے، جبکہ سودی دستاویز میں اس کا کوئی خطرہ نہیں ہوتا، بلکہ فیس و بلیو ہر صورت میں ملتی ہے، کیونکہ سودی دستاویز کا پرجیکٹ جس کی وجہ سے دستاویز جاری کی گئی ہے، اس کا اس کے نفع اور نقصان سے کوئی تعلق نہیں ہوتا، بلکہ یہ قرض کی دستاویز ہے، جن پر مرّوجہ شرح سود کے حساب سے سود ملتا ہے۔

اسلامی صکوک اور سودی دستاویز میں یہ بڑا فرق ہے، جس کی بنیاد پر اسلامی صکوک سودی دستاویز سے ممتاز ہوتے ہیں، لیکن آج کل بعض صکوک اس طرح جاری کئے جا رہے ہیں کہ جس کی وجہ سے اسلامی صکوک اور سودی دستاویز میں یہ فرق بھی باقی نہیں رہتا، کیونکہ صکوک جاری کرنے والا یا صکوک کے مدیر کی طرف سے یہ ضمانت دی جاتی ہے کہ جب صکوک کی مدت پوری ہوگی، اور صکوک تحلیل ہوں گے، تو صکوک ہولڈرز سے یہ صکوک اس و بلیو پر خرید لئے جائیں گے، جس و بلیو پر ابتداء میں صکوک ہولڈرز نے خریدے تھے، چاہے اس وقت صکوک کی مارکیٹ و بلیو کم ہو یا زیادہ۔

خلاصہ بحث

مندرجہ بالا تفصیل سے یہ واضح ہوا کہ وہ بنیادی نکات جن کی وجہ سے اسلامی صکوک سودی دستاویز سے جدا اور ممتاز ہیں، ان نکات کی اسلامی صکوک میں رعایت نہیں رکھی جا رہی، جس کی وجہ سے اسلامی صکوک اور سودی دستاویز میں فرق تقریباً ختم ہو گیا ہے، اور اسلامی معیشت میں

صکوک جاری کرنے کا جو مقصد تھا، وہ حاصل نہیں ہو رہا، اس لئے درج ذیل سطور میں فقہی حوالے سے ان نکات کا جائزہ لیا جاتا ہے
فقہی نقطہ نظر سے جائزہ
فقہی نقطہ نظر سے اگر دیکھا جائے، تو یہاں تین مسائل ہیں:

پہلا مسئلہ

مروجہ شرح سود سے زائد نفع کی مدیر کے لئے شرط لگانا اس وجہ سے کہ یہ اس کے لئے اس کی حسن کارکردگی کا انعام ہے۔

دوسرا مسئلہ

مدیر کا اس کا التزام کرنا کہ اگر حقیقی نفع مروجہ شرح سود سے کم ہوا، تو وہ نقصان کے برابر صکوک ہولڈرز کو قرض حسنہ دے گا، تاکہ نفع مروجہ سودی کے برابر ہو جائے، اور یہ قرض آئندہ مدت میں اگر حقیقی نفع مروجہ شرح سود سے زیادہ ہوا، تو اس زائد سے وصول کر لے گا، یا جب صکوک کی مدت پوری ہوگی، اور صکوک تحلیل ہوں گے، تو اس وقت صکوک کی قیمت مارکیٹ ویلیو سے قرض کے برابر کم کر لی جائے گی۔

تیسرا مسئلہ

صکوک جاری کرنے والے، یا مدیر کی طرف سے یہ وعدہ ملزم کے وہ صکوک کو اس قیمت پر خرید لے گا، جس قیمت پر وہ جاری کئے گئے تھے، اور خریدنے کے دن ان کی مارکیٹ ویلیو خواہ زیادہ ہو، یا کم ہو۔

پہلے مسئلے کا شرعی حکم

مدیر کے لئے انعام کی شرط لگانے کی دلیل یہ ہے کہ بعض فقہاء رحمہم اللہ وکالت اور دلالتی میں اس کا جواز ذکر کیا ہے۔

امام بخاری، حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور ابن سیرینؒ کا قول ذکر کرتے ہوئے فرماتے ہیں:

”قال ابن عباس: لا بأس أن يقول: بع هذا الثوب فما زاد على كذا وكذا فهو لك، وقال ابن سيرين: بعه بكذا فما كان من ربح فهو لك أو بينك فلا بأس به.“³

”حضرت ابن عباسؓ نے فرمایا کہ یہ کہنے میں کوئی حرج نہیں کہ اس کپڑے کو فروخت کر دو، اور جو اتنے اتنے پر زیادہ ہو، وہ تمہارے لئے ہے، اور ابن سیرینؒ نے کہا کہ جب کہے کہ اس کو اتنے میں فروخت کر دو، اور جو نفع ہوگا، وہ تمہارے لئے ہے، یا میرے اور تمہارے درمیان ہے، تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔“

حنابلہ نے اس قول کو لیا ہے، چنانچہ علامہ ابن قدامہ ”الکافی“ میں لکھتے ہیں:

”وإن قال: بع هذا بعشرة فما زاد فهو لك، صح وله الزيادة لأن ابن عباس كان لا يرى بذلك بأساً“⁴

”اور اگر کہا کہ اس کو دس کے بدلے فروخت کر دو، اور جو زیادہ ہو، وہ تمہارے لئے ہے، تو یہ صحیح ہے، اور زیادتی اس کے لئے ہوگی، کیونکہ حضرت ابن عباسؓ اس میں کوئی حرج نہیں سمجھتے۔“

یہ مذہب اور بھی بہت سے حضرات سے مروی ہے، جیسے شریح، عامر شعبی، زہری وغیرہ، اور ابراہیم نخعی اور حماد نے اس کو مکروہ فرمایا ہے، اسی طرح حضرت حسن بصری اور طاؤس بن کیسان نے بھی اس کو مکروہ قرار دیا ہے، جیسا کہ ابن ابی شیبہ نے اس کو اپنی مصنف میں نقل فرمایا۔⁵

اور جمہور فقہاء رحمہم اللہ کا مذہب حنابلہ کے خلاف ہے، جیسا کہ حافظ ابن حجر نے فتح الباری میں ذکر فرمایا ہے:

”وہذہ أجرة سمسرة أيضا لكنهما مجهولة ولذلك لم يجزه الجمهور وقالوا: إن باع له على ذالك فله أجر مثله وحمل بعضهم إجازة ابن عباس على أنه أجره مجرى المقارض وبذلك أجاز أحمد وإسحق۔“⁶

”یہ بھی دلالی کی اجرت ہے، لیکن مجہول ہے، اسی وجہ سے جمہور نے اس کی اجازت نہیں دی، اور انہوں نے کہا کہ اگر اس کو اس شرط پر فروخت کیا، تو اس کی اجرت مثل ہوگی، اور بعض نے حضرت ابن عباسؓ کی اجازت کو اس پر محمول کیا ہے کہ انہوں نے اس کو مضارب کے قائم مقام بنا دیا ہے، اور یہی جواب احمد اور اسحق نے دیا ہے۔

علامہ بدر الدین عینیؒ ”عمدة القاری“ میں لکھتے ہیں:

”وأما قول ابن عباس وابن سيرين فأكثر العلماء لا يجيزون هذا البيع وممن كرهه الثوري والكوفيون، وقال الشافعي ومالك: لا يجوز فإن باع فله أجر مثله وأجازه أحمد وإسحق وقالوا: هو من باب القراض وقد لا يربح المقارض۔“⁷

”اور بہر حال! ابن عباس اور ابن سیرین رضی اللہ عنہما کا قول، تو اکثر علماء نے اس بیع کی اجازت نہیں دی، اور جنہوں نے اس کو مکروہ قرار دیا ہے، ان میں سے امام ثوری اور کوفیین ہیں، اور امام شافعی اور امام مالک رحمہما اللہ نے فرمایا کہ یہ جائز نہیں ہے، لہذا اگر اس نے بیچا، تو اس کے لئے اجرت مثل ہوگی، اور امام احمد اور اسحق رحمہما اللہ نے اس کی اجازت دی ہے، اور انہوں نے فرمایا کہ یہ مضاربت کے باب سے ہے، اور کبھی مضارب نفع نہیں دیتا۔“

مذکورہ تفصیل اس وقت ہے، جب زیادتی کے علاوہ کوئی اجرت متعین نہ ہو، اور اگر کوئی اجرت متعین ہو، اور پھر اس کو کہا جائے کہ اگر اس قیمت سے زیادہ فروخت کیا، تو تمہاری متعین اجرت کے علاوہ یہ زیادہ قیمت ساری تمہارے لئے ہوگی، یہ جمہور کے نزدیک بھی جائز ہے، کیونکہ جب اجرت مقرر کر دی گئی، تو اجرت میں جہالت ختم ہو گئی، اور اگر اس نے متعین حد سے زیادہ فروخت کیا، تو اس کی حسن کارکردگی کی وجہ سے یہ زیادتی اس کے لئے انعام ہوگی۔

اس بنیاد پر مضاربت کے باب میں یہ ذکر کیا گیا ہے کہ جب فریقین میں کوئی اپنے لئے متعین مقدار کی شرط لگائے، تو مضاربت فاسد ہو جائے گی، البتہ اگر اس بات پر اتفاق ہو کہ جب نفع متعین نسبت سے زیادہ ہو گیا، تو اس نسبت سے زائد نفع مضاربت کے فریقین میں سے کسی ایک کے لئے مخصوص ہوگا، اور اگر اس نسبت سے کم نفع ہوا تھا، تو طے شدہ تناسب سے تقسیم ہوگا، تو یہ جائز ہے۔⁸

اسلامی صکوک کا جو منتظم ہوتا ہے، وہ سارے کام یا اجیر ہونے کی حیثیت سے کرتا ہے، یا وکیل ہونے کی حیثیت سے کرتا ہے، اگر وہ وکیل یا اجیر ہونے کی حیثیت سے کرتا ہے، تو یہ دلالی کے مشابہ ہے، یا منتظم سارے کام مضارب یا شریک عمل ہونے کی حیثیت سے کرتا ہے، تو اس

صورت میں مضاربت کے باب میں جو تفصیل مذکور ہے، اس کے مطابق معاملہ کیا جائے گا، لیکن حضرات فقہاء رحمہم اللہ نے جب اس کی اجازت دی تھی، تو ان کے گمان میں یہ بات نہیں ہوگی کہ اس کو مرّوجہ شرح سود کی بنیاد پر معاملات کرنے میں استعمال کیا جائے گا۔ مدیر یا منتظم متعین نسبت سے زائد نفع کا مستحق اس وجہ سے ہو کہ اس کی حسن کارکردگی کا انعام ہے، تو اس کا انعام ہونا اس وقت سمجھا جائے گا، جب اس کا تعلق کم از کم متوقع نفع پر زیادتی کے ساتھ ہو۔

مثال کے طور پر اگر متوقع نفع پندرہ فیصد ہو، تو اس صورت میں ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ اس نسبت سے جو زائد نفع ہے، وہ مدیر کو انعام کے طور پر دیا جائے گا، کیونکہ نفع کی جو زائد مقدار حاصل ہوئی ہے، وہ اس کی حسن کارکردگی کی وجہ سے حاصل ہوئی ہے، لیکن ان صکوک میں متعین نسبت کا متوقع نفع کے ساتھ تعلق نہیں ہے، بلکہ اس کا تعلق سرمائے کے ساتھ ہے، یا مرّوجہ شرح سود کے ساتھ ہے، جو ہر دن بدلتی رہتی ہے، اور مرّوجہ شرح سود کا تجارتی یا صنعتی پروجیکٹ کے نفع کے ساتھ کوئی تعلق نہیں ہوتا، بلکہ اکثر شرح سود پر وجیکٹ کے متوقع نفع سے کم ہوتی ہے، مثال مذکور میں ممکن ہے کہ متوقع نفع پندرہ فیصد ہو، لیکن مرّوجہ شرح سود پانچ فیصد ہو، اور مدیر یا منتظم کا لا پرواہی یا کوتاہی کی وجہ سے حقیقی نفع پندرہ فیصد کی بجائے دس فیصد ہو، تو اس صورت میں یہ کیسے ممکن ہے کہ یہ کہا جائے کہ مرّوجہ شرح سود سے جو پانچ فیصد زائد ہے، وہ مدیر کو اس کی حسن کارکردگی کے انعام کے طور پر دیا جائے گا، جبکہ حقیقت یہ ہے کہ اس کی کوتاہی کی وجہ سے نفع پندرہ فیصد کے بجائے دس فیصد ہوا ہے۔

مذکورہ تفصیل سے یہ واضح ہوا کہ ان صکوک میں جس کا نام انعام رکھا جاتا ہے، وہ حقیقت میں انعام نہیں ہیں، بلکہ ان صکوک کو مرّوجہ شرح سود سے مربوط کرنے کا ایک طریقہ ہے، اس لئے اگر اس کے حرام ہونے کا کوئی قائل نہ ہو، تو کم از کم یہ کراہت سے بہر حال خالی نہیں، واللہ اعلم۔

دوسرے مسئلے کا شرعی حکم

دوسرا مسئلہ حقیقی نفع کے متعین نسبت سے کم ہونے کے وقت قرض کی شرط لگانا ہے، صکوک جاری کرنے والا یا مدیر جو اس کا انتظام کرتا ہے، اگر مرّوجہ شرح سود سے کم نفع ہوا، تو وہ صکوک ہولڈرز کو نفع کی شرح، شرح سود کے برابر کرنے کے لئے قرض حسنہ دے گا، صکوک جاری کرنے والا یا مدیر جب صکوک جاری کرتا ہے، تو وہ پروجیکٹ وغیرہ کے مشاع حصوں کو فروخت کرتا ہے، حقیقی نفع متعین نسبت سے کم ہونے کے وقت اگر اس پر شرط لگائی جائے کہ وہ صکوک ہولڈرز کو قرض حسنہ دے گا، تو ”بیع و سلف“ میں داخل ہے، اور رسول اللہ ﷺ نے ”بیع و سلف“ سے منع فرمایا ہے۔

چنانچہ جامع الترمذی میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا:

”لا یحل بیع و سلف“⁹

”بیع اور قرض (دونوں اکٹھے) حلال نہیں ہیں۔“

بیع اور سلف کے ناجائز ہونے پر تمام اہل علم کا اتفاق ہے، اس میں کسی کا اختلاف منقول نہیں ہے۔

(1) منتظم، مضارب ہو۔ (۲) منتظم، شریک ہو۔ (۳) منتظم، وکیل ہو

مضارب منتظم کا ضمانت دینا

اگر ضمانت دینے والا منتظم، مضارب ہے، تو یہ ضمانت شرعاً باطل ہے، اور اس کا بطلان بالکل واضح ہے، کیونکہ یہ مضارب کارب المال (Owner of Capital) کو راس المال (Capital) کی ضمانت دینا ہے، اور یہ کسی کے نزدیک بھی جائز نہیں، اور مجلس شرعی نے ”المعايير الشرعية“ میں لکھا ہے:

”ولا يتحمل المضارب منه شيئاً باعتبار أه أميناً مالم يثبت التعدي أو التقصير“ 12

”اور مضارب امین ہونے کے اعتبار سے کوئی چیز برداشت نہیں کرے گا، جب تک تعدی اور کوتاہی ثابت نہ ہو۔“

شریک کا ضمانت دینا

کبھی ایسا ہوتا ہے کہ منتظم صکوک ہولڈرز کا شریک ہوتا ہے، جس طرح مضارب کارب المال کو راس المال کی ضمانت دینا جائز نہیں، اسی طرح شرکاء میں سے کسی کا دوسرے شرکاء کو ضمانت دینا بھی جائز نہیں، کیونکہ یہ نقصان کی صورت میں شرکاء کے درمیان شرکت کو قطع کرتا ہے، اور اس کے جواز کا کوئی بھی قائل نہیں ہے۔

چنانچہ ”المعايير الشرعية“ میں ہے:

”يجوز أن يصدر أحد أطراف الشركة وعداملز ما بشرأء موجودات الشركة خلال مدتها أو عند التصفية بالقيمة السوقية أو بما يتفق عليه عند الشراء ولا يجوز الوعد بالشراء بالقيمة الاسمية“ 13

”شرکت کے فریقین میں سے کسی ایک کے لئے جائز ہے کہ وہ شرکت کے اموال کو شرکت کی مدت کے دوران یا تصفیہ کے وقت بازاری قیمت پر خریدنے کا وعدہ ملزم کرے، یا خریدنے کے وقت جس قیمت پر اتفاق ہو، اس قیمت پر خرید لے، لیکن فیس ویلیو پر خریدنے کا وعدہ کرنا جائز نہیں۔“

صکوک میں فیس ویلیو پر خریدنے کی ضمانت دی جاتی ہے، اس لئے یہ جائز نہیں۔

وکیل الاستثمار کا ضمانت دینا

بعض صکوک میں منتظم (Manager) مضارب یا شریک نہیں ہوتا، بلکہ جس سرمائے کی صکوک نمائندگی کرتے ہیں، اس کو انویسٹ کرنے میں صکوک ہولڈرز کی طرف سے وکیل ہوتا ہے، کیا وکیل کے لئے یہ جائز ہے کہ وہ اس بات کی ضمانت دے کہ وہ صکوک کی مدت پوری ہونے پر اس کی فیس ویلیو پر خرید لے گا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ وکیل کی طرف سے ضمانت اگرچہ شریک یا مضارب کی طرف سے ضمانت سے ہلکی ہے، لیکن شرعاً یہ ضمانت بھی جائز نہیں، کیونکہ وکالت ایک ایسا عقد ضمانت ہے، جس میں وکیل پر تعدی اور کوتاہی کے بغیر ضمانت نہیں ہوتا، لہذا یہ ضمانت بھی جائز نہیں۔

چنانچہ ”المعايير الشرعية“ میں ہے:

”لا يجوز اشتراط الضمان على المضارب أو وكيل الاستثمار أو أحد الشركاء سواء كان الضمان للأصل أم للربح ولا يجوز تسويق عملياتها على أنها استثمار مضمون“۔¹⁴

”مضارب یا وکیل الاستثمار یا شریکاء میں سے کسی ایک پر ضمان کی شرط لگانا جائز نہیں، چاہے ضمان اصل کے لئے ہو، یا نفع کے لئے ہو، اور سرمایہ کاری اس شرط پر جائز نہیں ہے کہ سرمایہ مضمون ہوگا۔“

بحث کا خلاصہ

(1) صکوک کا جاری کرنا نئے تجارتی یا صنعتی پروجیکٹ کی بنیاد پر ہو، اور اگر صکوک کسی موجود پروجیکٹ پر جاری کئے گئے ہیں، تو صکوک موجود اثاثہ جات میں صکوک ہولڈرز کی کامل ملکیت کی نمائندگی کریں۔

(2) پروجیکٹ کے منافع، ضروری اخراجات جیسے منتظم کی اجرت، یا مضارب کا نفع میں حصہ نکالنے کے بعد سب کے سب صکوک ہولڈرز میں تقسیم کیے جائیں، اور اگر منتظم کے لئے اس کی حسن کارگردگی کی بناء پر کوئی انعام ہو، تو وہ متوقع نفع کی بنیاد پر مقرر کیا جائے، مرّوجہ شرح سود کی بنیاد پر مقرر نہ کیا جائے۔

(3) منتظم (Manager) کے لئے حقیقی نفع متوقع نفع سے کم ہونے کی صورت میں صکوک ہولڈرز کے لئے قرض دینے کا التزام کرنا جائز نہیں۔

(4) منتظم چاہے مضارب ہو، یا شریک ہو، یا وکیل الاستثمار ہو، اس کے لئے یہ ضمانت دینا جائز نہیں کہ وہ صکوک کی مدت پوری ہونے پر فیس و بیلو یعنی جس قیمت پر صکوک جاری ہوئے تھے، اس قیمت پر صکوک خرید لے گا، بلکہ خریدتے وقت مارکیٹ و بیلو پر، یا جس قیمت پر اتفاق ہو، اس پر خریدنا ضروری ہے۔

حوالہ جات

- (1) ہدیہ الحاسبیة والمرآة للمؤسسات المالية، المعايير الشرعية، یونی 2022ء، رقم المعیار (۱۷)
- (2) ہدیہ الحاسبیة والمرآة للمؤسسات المالية، المعايير الشرعية، یونی 2022ء، رقم المعیار (۱۷) صکوک الاستثمار
- (3) البخاری، ابو عبد اللہ محمد بن اسماعیل البخاری، صحیح البخاری، بیروت، مطبع: دار ابن کثیر الیمامہ، الطبعة: ۱۴۰۷ھ کتاب الاجارات، باب المسرة
- (4) ابن قدامة المقدسی، ابو محمد موفق الدین عبد اللہ بن احمد بن محمد بن قدامة الجماعی المقدسی ثم الدمشقی الحنبلی، الشیر بابن قدامة المقدسی (المتوفی ۶۲۰ھ) بیروت، دار الکتب العلمیة الطبعة الأولى، ۱۴۱۴ھ۔ ۱۹۹۳م، الکافی لابن قدامة، کتاب الوکالة: ۲/۲۵۳)
- (5) ابن ابی شیبہ، ابو بکر بن ابی شیبہ، عبد اللہ بن محمد بن ابراہیم بن عثمان بن خواستی العبسی (المتوفی ۲۳۵ھ)۔ الریاض الطبعة الأولى، ۱۴۰۹ھ،

مصنف ابن أبي شيبة، كتاب البيوع والأقضية، باب نمبر ٣٦ (١٠٨٦-١٠٤٠)

(6) ابن حجر، أحمد بن علي بن حجر أبو الفضل العسقلاني الشافعي دار المعرفة - بيروت، ١٣٤٩هـ، فتح الباري، كتاب الإجازات، باب السمسرة (٣٥١٣)

(7) العيني، أبو محمد محمود بن أحمد بن موسى بن أحمد بن حسين الغيتاني الحنفي بدر الدين العيني (المتوفى ٨٥٥هـ-)، دار إحياء التراث العربي - بيروت، عمدة القاري، كتاب الإجازات باب السمسرة: ١٣٣١٣

(8) هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية، المعايير الشرعية، يونيو 2022، رقم المعيار: ١٣، بند ٨٠٥

(9) الترمذي، (أبو عيسى محمد بن عيسى بن سوره الترمذي المتوفى ٢٩٤هـ) بيروت، دار إحياء التراث العربي، الطبعة الأولى ١٤١٥هـ ١٩٩٥م، جامع الترمذي، رقم الحديث: ١٣٣٢

(10) ابن قدامة موفق الدين أبو محمد عبد السلام بن أحمد بن محمد بن قدامة المقدسي (٥٣١-٦٢٠هـ) مكتبة الرياض السعودية وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف للمملكة العربية السعودية، المغني لابن قدامة، المغني لابن قدامة: ١٦٢

(11) ابن قدامة موفق الدين أبو محمد عبد السلام بن أحمد بن محمد بن قدامة المقدسي (٥٣١-٦٢٠هـ) مكتبة الرياض السعودية وزارة الشؤون الإسلامية والأوقاف للمملكة العربية السعودية، المغني لابن قدامة، المغني لابن قدامة: ٢١١

(12) هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية، المعايير الشرعية، يونيو 2022، رقم المعيار: ١٣، بند ٨٠٥

(13) هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية، المعايير الشرعية، يونيو 2022، رقم المعيار: ١٢، بند ٣٨٦

(14) هيئة المحاسبة والمراجعة للمؤسسات المالية، المعايير الشرعية، يونيو 2022، رقم المعيار: ٥، بند ٢٨٢

1. ¹ Hiatul muhasaba wal muraja lil moasasa tul maliya, Al maayerul Shariya, Afi 2022, Number Almiyar 13. Ban 5 – 8.
2. ² Hiatul muhasaba wal muraja lil moasasa tul maliya, Al maayerul Shariya, Afi 2022, Number Almiyar 17. Sokook ul Istismar.
3. ³ Al Bukhari, Abo Abdullah, Muhammad bin ismail al bukhari, Saheeh Al Bukhari, Beroot, Matba: Dar Ibne Kaseer Alyamama, taba 1407, kitab ul ijarat, bab al samsrah.
4. ⁴ Ibne Qudama Al Muqaddasi, Abo Muhammad Mowafaqud din Abdullah bin Ahmad bin Muhammad bin Qudama Aljamaeili, Al muqaddasi, Al Hanbali, Al mutawaffa 620. Beroot, darul kutubil ilmiya. Altaba Al aola 1414. 1994, kitab ul wakala V 2, P 253.
5. ⁵ Ibne abi sheba, Abo bakr bin abi sheba, Abdullah bin Muhammad bin Ibrahim bin usman bin Koasti Al absi, Al mutawafa 235. Alriyad, Attaba aola, 1409, Kitabul Biyo e wal aqziya, bab 46, P 107,108.
6. ⁶ Ibne Hajar, Ahmad bin ali bin hajar, Abo fazal, Al asqalani, Al shafai, darul Maarifat, Beroot, 1379. Fatul bari, Kitabul Ijarat, babul samsara. V 4, P 451.
7. ⁷ Al Aeni, Abo Muhammad Mehmood bin Ahmad bin mosa bin Ahmad bin Husain Al getabi, Al Hanafi, Al aeni , Al motawafa 855 h. Dar Ihya el turas Al arabi. Beroot, Umdatul Qari, Kitab ul Ijarat, Bab al samsara , Vol 12, P 133.

8. ⁸ Hiatul muhasaba wal muraja lil moasasa tul maliya, Al maayerul Shariya, Afi 2022, Number Almiyar 13. Ban 5 – 8.
9. ⁹ Al Tirmazi, Abo isa Muhammad bin Isa Bin Sorat Al Tirmazi, Al motawafa 297. Beroot, Dar Ihya ut tras Al Arabi, Al taba al aola 1415 h, 1995ad, Jame Tirmazi, Hadith Number 1234.
10. ¹⁰ Ibne Qudama Al Muqaddasi, Abo Muhammad Mowafaqud din Abdullah bin Ahmad bin Muhammad bin Qudama , Al muqaddasi 541-620 h, Maktaba Al Riyaz, al saodiya, wzart ul shoon al islamiya wal awqaf , Al mamlakatul Arabiya Al saodiya, Al Mugni , Vol 4, P 162.
11. ¹¹ Aizan. Vol 4. P 211.
12. ¹² Hiatul muhasaba wal muraja lil moasasa tul maliya, Al maayerul Shariya, Afi 2022, Number Almiyar 13, band 7/ 8.
13. ¹³ Hiatul muhasaba wal muraja lil moasasa tul maliya, Al maayerul Shariya, Afi 2022, Number Almiyar 12. Band 3,1,2,6.
14. ¹⁴ Hiatul muhasaba wal muraja lil moasasa tul maliya, Al maayerul Shariya, Afi 2022, Number Almiyar 5, band 1,2,3.